بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# حضورؑ کے آخری اشتہار کے سلسلہ میں سلطانی کی غلط بیانی اور فریب دہی

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ (الاعراف۔۹۰)

اے ہمارے خدا! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

## معزز افرادِ جماعت احمدیہ اور دیگر معزز قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

ناصر احمد سلطانی صاحب اپنی ۳۱رجنوری ۲۰۱۳ء کی پوسٹ جس کا وہ عنوان (حضرت مرزا غلام احمدؑ ولی اللہ تھے نہ کہ نبی اللہ) لگا تا ہے۔ وہ اپنی پوسٹ میں حضورؑ کو ولی اللہ ثابت کرنے کیلئے آپکے آخری اشتہار کے اِختتام پر حضورؑ کے رقم کردہ نام کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

''الراقم خاکسار مفخر ولی اللہ الحمد غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۳مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور''

"This pronouncement was on the topic Nabuwat (Prophet hood).If he was nabiyullah, Prophet in real sense (Nauzu Billah), he had to write at least ,Nabiyullah, not Walliyullah at the end of his pronouncement. Because he was declaring about his claim."

ترجمہ۔''یہ اشتہار نبوت کے موضوع (Prophethood) پر تھا۔ اگر وہ نبی اللہ تھے، نبی حقیقی مفہوم میں (نعوذ باللہ) تو اُنہیں اشتہار کے آخر میں کم از کم نبی اللہ لکھنا چاہیے تھا نہ کہ ولی اللہ۔ کیونکہ وہ اپنے دعویٰ کے متعلق اعلان کر رہے تھے۔''

قارئین کرام کو واضح رہے کہ (۱) ۲۳مئی ۱۹۰۸ء کے اخبار عام میں یہ خبر چھپی تھی کہ حضورؑ نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے۔ حضورؑ نے اس خبر کو غلط قرار دیتے ہوئے اور اِسکی تردید کیلئے یہ اشتہار لکھا تھا۔ اگر حضورؑ نبی اللہ نہ ہوتے اور آپ علیہ السلام کا دعویٰ نبوت نہ ہوتا تو آپ اخبار عام میں اپنی نبوت سے انکار کے سلسلہ میں شائع شدہ خبر کی تردید کیلئے اخبار کے ایڈیٹر کو یہ خط ہرگز نہ لکھتے۔

(۲) اگر کوئی مدعی اپنے دعویٰ کے سلسلہ میں کوئی اشتہار لکھتا ہے تو یہ ایک عمومی فہم (common sense) کی بات ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کی حقیقت کے سلسلہ میں اپنے اشتہار کے اندر لکھے گا نہ کہ اشتہار کے اختتام کے بعد اپنے نام کیساتھ اپنے دعویٰ کی حقیقت کا ذکر کرے گا۔

(۳) واضح رہے کہ سارے نبی اللہ تعالیٰ کے ولی بھی ہوتے ہیں۔ کیا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عظیم ولی نہیں تھے؟ آپ سب اتفاق کریں گے کہ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم ولی اللہ تھے۔ اسی طرح حضرت مرزا غلام احمدؑ بھی نبی اللہ ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم ولی بھی تھے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء علیھم السلام بڑے عاجز وجود ہوتے ہیں لہٰذا حضرت مرزا غلام احمدؑ نے بھی عاجزی اور کسرِ نفسی کیساتھ اشتہار کے آخر میں اپنے نام کیساتھ ولی اللہ لکھا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اُنہوں نے اپنے دعویٰ اور اپنے مقام ومرتبہ کی حقیقت کے متعلق اشتہار کے اندر بخوبی تشریح وتوضیح فرمادی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ سلطانی صاحب لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر حضورؑ کے اپنے نام کیساتھ ولی اللہ لکھنے کو آپکا مقام ومرتبہ بنا کر پیش کر رہا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل مورخہ ۲۳مئی ۱۹۰۸ء کو جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام کے نام ایک خط لکھا تھا۔

اس خط میں آپ علیہ السلام ایڈیٹر صاحب کوفرماتے ہیں۔

’’پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اسکے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں، یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کیساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور اِنہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔ مگر میں اِن معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے اِلہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علم غیب عطا کیا ہے اور ہزار ہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کیے ہیں اور کر رہا ہے۔ میں خودستائی سے نہیں مگر خدا کے فضل اور اُسکے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دے گا۔ بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطب اللہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کیساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدّر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کیساتھ نہ

ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کیساتھ پکارا جائے تا کہ اس میں اور اسکے غیر میں امتیاز ہو۔اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدانے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں۔کیا آسمان سے اُتر کر نئے سرے سے وہ مسلمان ہونگے اور کیا اس وقت ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔'' وَالسَّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔الراقم

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۶ تا ۵۹۸)

## حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا خط سے درج ذیل اُمور کا اثبات ہوتا ہے

(۱) حضورؑ نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی نہیں ہیں۔مثلاً آپؑ فرماتے ہیں۔''یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت ﷺ کی اِقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں، یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔''

(۲) خط میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ آپؑ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔ظاہر ہے یہ وہ اُمتی نبوت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو سورۃ النساء کی آیت ۷۰ میں وعدہ بخشا ہوا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔''اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کیساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور اِنہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(۳) کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں سے صرف آپ کو نبوت کی چادر اوڑھا کر ایک عزت کا خطاب اور اعزاز دیا تھا اور آپ سے پہلے اور بعد میں اب تک یہ اعزاز کسی اور اُمتی فرد کو نہیں مل سکا ہے۔اسی وجہ سے آپؑ فرماتے ہیں۔''اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ اِن (اُمت کے دیگر اولیاء و اقطاب و مجددین وغیرہ۔ناقل) میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ

پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔''

(۴) اگر حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے بھی کسی اُمتی فرد کو اس قسم کا کوئی امتیازی مرتبہ اور عزت کا خطاب ملا ہوتا تو حضورؑ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ''اس لیے محض مجھے اِمتیازی مرتبہ بخشنے کیلئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور اُمتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح اُمتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔''

یہ تو تھا حضورؑ کا وہ آخری خط جو آپؑ نے مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام کے ایڈیٹر کے نام لکھا تھا۔ اور حضورؑ کے اس آخری خط سے مذکورہ بالا حقائق ثابت ہوتے ہیں جن کا خاکسار نے مذکورہ بالا سطور میں ذکر کیا ہے۔ اُمید ہے احمدی بہن بھائیوں اور دیگر قارئین کرام کو حضورؑ کے ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کے اشتہار کے سلسلہ میں سلطانی صاحب کی عیاری اور مکاری کا بخوبی علم ہو گیا ہوگا۔۔۔ وَھُوَ المُرَادُ

قارئین کرام۔ واضح رہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کی تحریروں میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں۔ ابتدائی تحریروں کے بعض حوالوں میں نہ صرف آپؑ نے اپنی نبوت سے انکار کیا بلکہ مدعی نبوت کی نسبت کافی سخت الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔ مثلاً مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی وغیرہ لکھا ہے لیکن زندگی کے آخری سالوں میں آپؑ نے اپنے آپ کو کھلا کھلا نبی اور رسول بھی قرار دیا ہے۔ اب سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریروں میں کیا نعوذ باللہ یہ تضاد تھا یا اس واقعہ کے پس پردہ کوئی اور راز پوشیدہ تھا۔ امر واقع یہ ہے کہ اِن بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ زمانہ میں کچھ لوگوں کے ایمان اور تقویٰ کی آزمائش منظور تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس واقعہ (بظاہر متضاد تحریروں) کے نتیجہ میں بعض مومن ایمان سے محروم ہو گئے اور بعض کا ایمان دوبالا ہو گیا ہے۔ حضورؑ کی بظاہر متضاد نظر آنیوالی تحریروں سے جن لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے اس عاجز کے سمجھانے کے بعد اگر وہ آج بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی اُمتی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئیں تب بھی ''صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ جائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے'' کے محاورہ کے مطابق ابھی بھی اُن کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اگر وہ میری عاجزانہ نصیحت کو قبول کر لیں تو یہ اُنکی دنیا اور آخرت کیلئے نہایت سودمند ہوگا۔

یہ یاد رہے کہ انسانی علم وقت کیساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ یہ بات ہمیں نہیں بھولنی چاہیے کہ نبی بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی نبی نہ پیدائشی عالم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ علیم اور خبیر ہوتا ہے۔ نبی کی پیدائش کے بعد اِلٰہی رضا کے مطابق وقت کیساتھ ساتھ اُس کا علم بڑھتا رہتا ہے۔ عام انسانوں کے برخلاف اللہ تعالیٰ اَنبیاء کو علم بذریعہ وحی عنایت فرماتا ہے۔ وہ اُنہیں حصول علم کیلئے دعائیں سکھاتا ہے۔ مثلاً ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حصولِ علم کیلئے یہ دُعا سکھائی ''وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا'' (سورۃ طٰہٰ۔ ۱۱۵) اور کہتا رہ کہ اے میرے ربّ! میرے علم میں زیادتی فرما۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کو بھی حصولِ علم کیلئے چند دُعائیں سکھائیں تھیں جن کا میں اپنی کتب اور مضامین میں بارہا ذکر کر چکا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی ولی یا نبی کا علم بدلتا ہے تو علم کے بدلنے سے اُس ولی یا نبی کا عقیدہ بھی بدل جاتا ہے اور ایسی تبدیلی عقیدہ اُسکی شانِ ولایت یا شانِ نبوت پر کوئی جائے

حرف نہیں ہوتی۔ مثلاً۔ ۱۸۸۴ء سے ۱۸۹۰ء تک حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کا حیاتِ مسیح ابن مریم کے متعلق وہی عقیدہ رہا ہے جو کہ عامۃ المسلمین کا تھا اور اِس کی براہین احمدیہ سے تصدیق ہوتی ہے۔ ۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اِلہاماً آپؑ پر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کا انکشاف فرما دیا۔ آپؑ نے اس الٰہی انکشاف کی روشنی میں دوبارہ فرقانِ مجید کا مطالعہ فرمایا تو قرآن مجید نے بھی اس نئے الٰہی انکشاف کی تصدیق فرما دی۔ اب شخصیت تو وہی تھی لیکن الٰہی انکشاف اور علم کی روشنی میں وقت کے ساتھ حیات مسیح ناصری کے متعلق آپکا عقیدہ بدل گیا۔ اِسی طرح ۱۹۰۱ء سے پہلے حضورؑ اپنی نبوت کے متعلق جو جزوی نبوت یا محدثیت لکھتے رہے تھے تو یہ سب اُس علم کی روشنی میں لکھا گیا تھا جو آپؑ کو نبوت کے بارے میں ۱۹۰۱ء سے ماقبل حاصل تھا۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد الہام اور علم الٰہی نے حیات مسیح کی طرح نبوت کے متعلق بھی آپؑ کا عقیدہ بدل دیا۔ لہٰذا اِسکے بعد اپنی وفات تک آپؑ نے اپنے آپ کو صاف صاف نبی اور رسول لکھا ہے اور اِسے محدثیت یا جزوی نبوت سے تعبیر نہیں فرمایا۔

یہ بھی واضح رہے کہ کسی مرسل پر نازل ہونیوالے کلام کے وحی ولایت یا وحی نبوت ہونے کا اُس پر نازل ہونیوالا اِلہامی کلام تعین کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مرسل پر نازل ہونیوالی وحی میں اللہ تعالیٰ نے اُسے ولی قرار دیا ہے تو اُس پر نازل ہونیوالا اِلہامی کلام وحی ولایت کہلائے گا۔ لیکن اگر کسی مرسل پر نازل ہونیوالے الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ نے اُسے نبی قرار دیا ہے تو پھر اُس پر نازل ہونیوالا الہامی کلام وحی نبوت کہلائے گی۔ حضورؑ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے وحیٔ نبوت اور وحیٔ رُسالت کے متعلق جو لکھا تھا نبوت سے متعلقہ عقیدہ بدلنے کیساتھ ساتھ بعد ازاں آپکے وہ نظریات بھی بدل گئے اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ۔۔۔ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

وہ لوگ جو حضرت مرزا غلام احمدؑ کو جزوی نبی یا محض محدث ثابت کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں میرا اِن سے سوال ہے کہ آپ سب کو علم ہے کہ اِلٰہی اِلہام اور علم کی روشنی میں حضرت مرزا صاحبؑ کا حیات مسیح کا عقیدہ ۱۸۹۰ء کے آخر میں بدل گیا تھا اور یہ آپ سب کیلئے کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے لیکن اِلٰہی الہام اور علم کی روشنی میں ۱۹۰۱ء میں جب نبوت اور وحیٔ نبوت کے متعلق آپکا عقیدہ بدلا تو آپ سب کو اس پر کیوں اعتراض ہے؟؟؟ اگر کوئی عقیدہ بدلنے سے کسی ملہم من اللہ کی شانِ ولایت یا شان نبوت پر فرق پڑ سکتا ہوتا تو حیات مسیح کے متعلق آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکی شان اور مقام و مرتبہ پر ضرور فرق پڑ جاتا۔ لیکن جب حیات مسیح کے بارے میں آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکے مقام و مرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑا تو پھر نبوت کے بارے میں آپکا عقیدہ بدلنے سے آپکے مقام و مرتبہ اور شان نبوت پر فرق کیسے پڑ سکتا ہے؟؟؟ اور پھر یہ بھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو نبی اور رسول (جس معنی اور مفہوم میں بھی بنایا) بنا دیا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپؑ وحیٔ نبوت یا وحیٔ رُسالت کے بغیر کس طرح نبی اور رسول بن گئے؟ یقیناً آپؑ پر ضرور وحیٔ رُسالت اور وحیٔ نبوت نازل ہوئی تھی اور اس میں شک کرنا آپؑ کے مومن کا کام نہیں ہے۔

جناب سلطانی صاحب اور احباب جماعت لاہور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو غیر نبی اور محدث اور ولی ثابت کرنے کیلئے آپکے جو حوالہ جات پیش کرتے ہیں جن میں آپؑ نے نہ صرف اپنی نبوت کا انکار کیا ہے بلکہ مدعیٔ نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور لعنتی وغیرہ بھی

قرار دیا ہے۔اِن حوالہ جات کے سلسلہ میں اولاً عرض ہے کہ جب حضورؑ نے یہ حوالہ جات تحریر کیے تھے اُس وقت آپکے پیش نظر مسلمانوں میں بالعموم رائج نبی اور رسول کی درج ذیل تعریف تھی جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔اس لیے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔‘‘(الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ ، ۱۸۹۹ء)

حضورؑ کا یہ اقتباس اس بات کی بخوبی وضاحت فرما دیتا ہے کہ آپؑ نے کس قسم کے مدعی نبوت کو کافر، دائرہ اسلام سے خاج اور لعنتی قرار دیا ہے۔حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت و رسالت کے منکرین کے پیش کردہ حوالہ جات کے سلسلہ میں ثانیاً یہ عرض ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنی کسی تحریر میں اپنی نبوت سے متعلقہ اِس ظاہری تضاد کے متعلق کچھ رقم فرما کر نہ گئے ہوتے تو ہم احمدیوں پر فرض تھا کہ ہم حضورؑ کی اِن تحریروں کو جو بظاہر متناقض دِکھائی دیتی ہیں قرآن کریم کی روشنی میں پرکھتے کیونکہ قرآن کریم سے بڑھ کر اور کوئی حَکم نہیں۔اگر قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اُمت محمدیہ کیلئے نبوت کی بشارت موجود ہوتی تو ہم اِس سے یہ نتیجہ نکالتے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جس نبوت کے مدعی ہونے سے انکار کیا ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور جس نبوت کے وہ مدعی ہیں وہ اُمتی، ظِلی اور بروزی نبوت ہے۔لیکن حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے تو ہمیں اِس قسم کے کسی مخمصے میں چھوڑا ہی نہیں۔آپؑ اپنے رسالہ ایک غلطی کا ازالہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے عِلمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔‘‘(ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰۔۲۱۱)

حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی ایسی وضاحت کے بعد آپکی نبوت و رسالت کے سلسلہ میں کسی سچے اور متقی احمدی مسلمان کیلئے کوئی اِشکال نہیں رہتا لیکن جن کے قلوب اندھے ہو چکے ہوں بجز اللہ تعالیٰ کے فضل کے اُن کا کوئی علاج نہیں ہے۔والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۴/جولائی ۲۰۱۳ء

☆☆☆☆☆☆☆☆